بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۰۳

THE AKHBAR ALHAKAM

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار

الحکم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

بیشک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اپنی حالت نہ بدلے

بیا بدبوستاں تا ببینی حالے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

مدیر شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی

قیمت سالانہ
والیان ریاست سے ...
معاونین سے ...
عوام سے ...

مدینۃ المسیح
دارالامان قادیان سے
ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ کو خدا تعالیٰ کے رحم اور فضل کے ساتھ شائع ہوتا ہے

قیمت فی پرچہ ۱/

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیاں بینی ۔ دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

جلد ۲۵	۷ ماہ جون سنہ ۱۹۲۳ء	نمبر ۲۲

بنازم ہر دو لبیر خود ۔ رائیہ بازہم داد جنت را

اعلان ضروری

پچیس اڈیٹر ادارہ

آج ۳ جون سنہ ۱۹۲۳ء کو قبل دوپہر خاکسار ایڈیٹر الحکم کو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنی غریب نوازی سے حکم دیا کہ فوراً آگرہ چلا جاؤں چنانچہ آج ہی بعد دوپہر یہ خاکسار روانہ ہو رہا ہے ۔

میں پچھلے چار دن سے ڈاڑھ کے درد سے بیمار رہا ہوں اور اس وقت تک کہ یہ سطور لکھ رہا ہوں طبیعت صاف نہیں بلکہ درد کے ساتھ بعض دوسرے عوارض بھی ہیں مگر یہ موقعہ خدمت کا میرے جیسے کم عمل انسان کو میسر آوے تو اس کی خوش قسمتی قابل رشک ہے ۔ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرماوے ۔ آمین ۔

احباب دعا کریں کہ وہ اپنے اس خطاکار بندہ کو ان کاموں کی توفیق دے ۔

مجھکو الحکم کے سرپرستوں سے ایک مرتبہ پھر کچھ گزارش کرنی ہے ضرور ہے میرے ساتھ ان کا تو ! قطعی فیصلہ ہے اور وہ یہ ہے کہ میں بارہا کہہ چکا ہوں کہ میں نے الحکم کو تجارتی اغراض پر کبھی جاری نہیں کیا تھا

اور خدا تعالیٰ نے اپنی قدرتوں کے عجائبات دکھا کر ثابت کر دیا ہے کہ وہ اپنے بندوں کی پرورش کے سامان ایسے طریقوں پر فرما دیتا ہے کہ

دانا اندراں حیراں بماند

کا مضمون صادق آجاتا ہے ۔ الحکم سلسلہ کا خادم قدیم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد سعادت عہد کی یادگار ہے اور میں اپنی زندگی تک اسکو بہرحال زندہ رکھنے کی خدا کے فضل سے کوشش کرونگا ۔ اور مجھے اپنے مولیٰ پر کامل بھروسہ ہے کہ وہ اسے انشاء اللہ ضائع نہیں کرے گا ۔ وہ ایسے نفوس پیدا کر دے گا جو اپنے محبوب کی اس یادگار کو زندہ رکھنے کے لئے ہر قسم کی قربانی کر سکیں گے ۔

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز چاہتے ہیں کہ یہ قائم رہے ۔ نہ صرف الحکم بلکہ آپ بدر کو پھر دیکھنا چاہتے ہیں ۔ پس جو لوگ اس اصول پر الحکم کے ساتھ چل سکتے ہیں اور ایسی ایک جماعت ہو وہی حقیقی طور پر الحکم کے سرپرست ہیں ۔ لیکن جنکا خیال نزداق اور سیاہی کے داموں پر ہو وہ اپنا وقت ضائع نہ کریں لیکن اتنا انکا اخلاقی فرض ہے کہ وہ دفتر کو اطلاع دیں کہ وہ اخبار لینا نہیں چاہتے مگر اخبار لیتے رہنا اور وقت پر وی پی واپس کرنا جائز نہیں ہے ۔ میں اپنے وقت کا آپ مالک نہیں ہوں دوسرے کارکن جو دفتر الحکم میں کام کرتے تھے ان میں سے بڑا لڑکا

مصر میں تبلیغ و اشاعت سلسلہ کے کام میں مصروف اور زندگی وقف کر چکا ہے ۔ دوسرا لڑکا علاقہ ارتداد میں کام کر رہا ہے ۔ تیسرے لڑکے کی تعلیمی مصروفیت کو الحکم کی خاطر میں نے خدمت الحکم کی صورت میں تبدیل کیا مگر میری غیر حاضری میں الحکم کے بعض ناظرین نے جو سلوک کیا وہ قابل افسوس ہے ۔

میں نے اخبار کو باقاعدہ چلانے کے لئے عزیز یوسف علی کو وی پی کرنے کی ہدایت دی ہیں اور اب جبکہ قریباً چھ مہینے تک لوگ اخبار لے چکے ہیں تو قیمت ادا کرنا انکا فرض ہے ۔ اسلئے انہیں چاہیئے کہ فوراً وی پی وصول کریں اور شکایت کا موقع نہ دیں ۔

میری چند روزہ غیر حاضری میں جو محض خدمت دین کے لئے ہوتی ہے اگر وہ توجہ نہیں کرتے تو اور کیا امید ہوگی ۔

مجھے یقین ہے کہ خاکسار کو پھر شکایت کا موقع نہ دیا جاوے گا ۔ میں اخبار میں اس کو لکھنا پسند نہ کرتا تھا مگر مجبور ہوں کہ جداگانہ خط نہیں لکھ سکتا ۔

(خاکسار عرفانی)

دارالامان کا ہفتہ

(۱) دارالامان میں ہر طرح ... (۲) ... ایام ... رپورٹ میں جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب فاضل مصری غیر احمدی احباب کے ملاقات ریواڑی میں آریوں سے کامیاب مباحثہ کر کے آئے ہیں (۳) علامہ روشن علی صاحب اور جناب میر قاسم علی صاحب اور علامہ مولانا ...

میں نے علاقہ ارتداد میں کیا دیکھا

نمبر (۲)

انسدادِ ارتداد کیلئے احمدی مجاہدین کے اخلاص کا نمونہ

گذشتہ نمبر میں میں نے اپنے مشاہدات کے لکھنے کا سلسلہ شروع کیا تھا مگر خدا کی قدرت ہے کہ ابھی دوسرا نمبر بھی لکھا بھی نہ تھا کہ مجھے پھر روانگی کا حکم مل گیا۔ اور یہ سطور میں اسوقت لکھ رہا ہوں جبکہ سفر کے لئے طیار بھی ہو رہا ہوں اور میں نہیں کہہ سکتا کہ آیندہ پھر اس سلسلہ کے لکھنے کی نوبت کب آوے۔ مجھکو اپنے ان مشاہدات میں دو باتوں کا دکھانا مقصود ہے۔ ایک یہ کہ احمدی جماعت کے مجاہدین کس اخلاص اور جانفشانی سے کام کر رہے ہیں۔ دوسرے حصہ میں مجکو یہ دکھانا مقصود ہے کہ اس مخلص اور صادق علماء کی جماعت کی راہ میں کیا مشکلات ہیں؟ اور کن کن پہاڑوں اور جنگلوں سے اسے گزرنا ہے اور اپنوں اور غیروں کی جانب سے کیا سلوک اسکے ساتھ ہو رہا ہے؟

اس سلسلہ میں میرا اپنا ارادہ یہ بھی تھا اور ہے اگر خدا کا ارادہ بھی اسکے ساتھ ہوا تو میں مخالفین کی کوششوں اور منصوبوں پر بھی ایک اُچٹتی ہوئی نظر ڈالکر بتاؤں کہ کام جو ہمارے سامنے ہے وہ کس قدر محنت اور وقت کو چاہتا ہے اگرچہ ایک حد تک یہ باتیں جماعت احمدیہ کے سامنے آچکی ہیں۔ اور اگر یہ بھی آتیں تو قوم اپنا یہ نصب العین لیکر اُٹھی ہو کہ

دنیا پر لوائے اسلام کو بلند کرے

اسکے کام کے دائرہ کی وسعت اور اسباب کی ضرورت ایک واضح بات ہے۔

(۹)

یکم جون ۱۹۲۳ء کے خطبہ میں حضرت امام اولوالعزم نے کیا ہی لطیف اور حوصلہ افزا بات فرمائی کہ ہمارے سامنے یہ سوال نہیں کہ یہ کام کب تک ہو گا بلکہ ہمارے سامنے یہ سوال ہے کہ

دوسرا کام کرنے کو کب ملے گا

اور پھر کب تک کا۔ عام جواب تو یہ ہے کہ جب تک زندہ ہیں اور پھر جب تک ہماری نسل در نسل زندہ ہے۔ جب تک کہ دنیا کا خاتمہ ہو کر قیامت نہ آجائے اُسوقت تک ہمکو کام کرنا ہے اسلئے کہ یہ دنیا کام کرنے کے لیئے ہے نہ کہ آرام کے لیئے۔ پس اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ ہمارا

دائرہ عمل تنگ نہیں وسیع ہے محدود نہیں غیر محدود ہے

غرض میرا منشاء یہ تھا کہ میں اس سلسلہ مضامین میں ان امور پر بحث کرتا جو میدان کارزار میں جاکر دیکھنے کے بعد میری سمجھ کے موافق ہمارے عملی کام کا حصہ ہونے لازمی ہیں مگر میری کمزوری ایسی ہے کہ مجھے موقعہ نہیں دیا۔ ممکن ہے پھر دوسرے وقت پر توفیق مل جاوے۔

(۱۰)

سلسلہ احمدیہ کے مبلغین کے اخلاص کا اندازہ تو اسی ایک امر سے ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے ذاتی اخراجات پر میدان کارزار میں گئے ہیں۔ اور سفر اور غریب الوطنی کی تمام مصیبتوں کو انھوں نے بلند حوصلگی سے قبول کیا مگر بعض امور جب تک خیالات کی حد تک ہوں خوشنما ہوتے ہیں اور انسان انکو قبول کرنے کے لیئے بھی آمادہ ہو جاتا ہے برخلاف اسکے جب عملی صورت اختیار کرنی پڑتی ہے تو اگر خدا کا فضل نہ ہو تو بڑے بڑے دل گردہ والے بھی حوصلہ اور ہمت ہار جاتے ہیں۔ یہ کیوں؟

عشق اول سرکش و خونی بود

تا گریزد ہر کہ بیرونی بود

خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلے اسلیئے ابتلاؤں اور مشکلات میں پرورش پاتے ہیں تاکہ ایک طرف ان لوگوں کے اندرونی کمالات اور اعلیٰ درجہ کے اخلاق کا اظہار ہو جو ان سلسلوں کو قبول کرتے ہیں اور دوسری طرف خدا کی قدرتوں اور تائیدات کے عجائبات ظاہر ہوں۔

خدا تعالیٰ کی مشیت چاہتی تو پہلے ہی دن تمام دنیا کی گردنیں الٰہی سلسلہ کے قبول کرنے کے لیئے جھکا دی جاتیں مگر اس سے مخلصین کے اندرونی کمالات کا انکشاف اور خدائی ہستی کا خارق عادت ظہور نہ ہوتا۔ بس اس نے پسند کیا کہ اپنے سلسلوں کو ابتلاؤں میں ہی ظاہر کرے۔

(۱۱)

ہمارے بھائیوں نے حضرت امام کے پکارنے پر جس طرح صدق سے لبیک کہا تھا اس سے بہت بڑھ کر انھوں نے اپنے عمل سے بتایا کہ وہ

خدا ہی کے لیئے نکلے ہیں

انکے اس طریق عمل نے یہ بھی ثابت کر دیا کہ فی الحقیقت یہ سلسلہ خدا کی طرف سے ہے۔ ہمارے دوست جب میدان عمل میں پہنچے تو انہیں غریب الوطنی ہی کی تکلیف نہ تھی بلکہ انہوں نے اپنے آپ کو اس قوم میں محصور پلیا جو اجنبیت اور دوسرے حالات کے لحاظ سے دوستی کے بجائے دشمنی کے جذبات سے جلد متاثر ہو سکتی تھی یا کی جا سکتی تھی۔ لیکن انھوں نے خدا کے لیئے قدم اٹھایا تھا وہ امن اور سلامتی کا پیغام لے کر گئے تھے۔ وہ فاختہ اُن کی صورت میں نمودار ہوئے تھے انکے جذبات جوش پر ایک مستی طاری ہو گئی۔ ان کی ذاتی خواہش اور آرام اور تنعم کے خیالات مر ہی گئے۔ اسلئے کوئی تکلیف ان کیلئے تکلیف ہی نہ رہی۔ بس میں حیران ہوتا ہوں کہ اگر ان تکالیف کا نقشہ کھینچوں جو وہاں برداشت کرنی پڑتی ہیں تو وہ تکالیف میری اور دوسروں کی نظر میں تو تکالیف ہیں مگر مجاہد فی سبیل اللہ تو ایک ایسی روحانی مے کے نشہ میں سرشار ہے کہ وہ اپنے سید و مولیٰ امام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہم نوا ہو کر کہتا ہے:

ہمہ در دور ایں عالم امان و عافیت خواہند

چہ افتاد ایں سر ما را کہ مے خواہد مصیبت را

(۱۲)

میں جانتا ہوں کہ کسی شخص کا نام لیکر اُسکی تعریف کرنا شاید درست نہ ہو ممکن ہے کہ وہ تعریف اُسکے اخلاص اور صدق و وفا کے جذبات کو ریا کے ساتھ بدل دے مگر نہیں میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے یقین رکھتا ہوں کہ اس عرصہ جہاد میں جانے والوں کے اس قسم کے جذبات کو خدا تعالیٰ نے دھو ڈالا ہے اور ان کے سینوں کو صاف کر دیا ہے۔ ان میں ایک ہی چیز ہے

خدا کی رضاء اور اُسکے لیئے وفاء

میں نے شیخ عبد الرحمٰن قادیانی کو دیکھا ہے کہ زمین اسکے لیئے لپیٹی جاتی تھی۔ لوگ اسکو مبالغہ سمجھ سکتے ہیں مگر میں کیا کروں میں نے تو جو آنکھوں سے دیکھا وہ بیان کرتا ہوں۔ پچھلی کہانیوں میں پڑھا کرتے تھے کہ ایک ولی اللہ ظہر کی نماز کے وقت فلاں جگہ دیکھے گئے اور عصر کے وقت فلاں جگہ پر یہ خیالی باتیں نظر آتی تھیں مگر آج واقعات بتا رہے ہیں کہ خدا اپنے بندوں کے لیئے کیا کرشمے اور عجائبات قدرت دکھاتا ہے۔ سمجھ میں آ سکتا ہی نہیں کہ ایک شخص کس طرح پیادہ پا بھوکا پیاسا دو چار نہیں پچیس تیس میل کا سفر چند گھنٹوں میں کر سکتا ہے۔ ہمارے ساتھ شیخ صاحب موصوف کو چلنا پڑا۔ ہم خود سوار تھے وہ ہم سے الگ ہو کر سب سے پہلے ایک مقام سے روانہ ہوتے ہیں اور کئی مقامات کا دورہ کر کے پھر ہمکو آ ملتے ہیں اور تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت چوتھا وقت ہے کہ کچھ کھایا نہیں روٹی کا ایک لقمہ بھی اس شخص کے حلق میں نہیں اُترا۔

کیا یہ معجزہ نہیں؟ کہ ایک شخص شدت دھوپ میں سفر کر رہا ہے اسکو کھانے کے لیئے کچھ بھی چار وقت سے نہیں ملا اور آرام کرنے کا کوئی موقع ہی نہیں ملا پھر اس کوفت اور سفر کی اس طوالت نے اسکے عزم اور حوصلہ میں کوئی کمی پیدا نہیں کی وہ پھر بھی سارے قافلہ سے زیادہ ہوشیار اور تیز اور آگے ہے

مختصر نوٹ

ناظرین سے چند منٹ

اکثر احباب کے خطوط کا جواب میں اب تک نہ دے سکا خصوصاً مکرم سیٹھ جی۔ ایم۔ ابراہیم اور سیٹھ عبداللہ بھائی۔ مکرمی حضرت منشی حبیب الرحمٰن صاحب ہیں ان بھائیوں اور دوسرے دوستوں سے نادم ہوں لیکن انھیں یقین دلاتا ہوں کہ میں اپنے تمام احباب کو جن سے خاص تعلقات خصوصاً اپنی دعاؤں میں یاد رکھتا ہوں اور اگر میں ان کے خطوط کا جواب نہیں دے سکا تو اس کی وجہ محض مصروفیت یا دوسرے امور ہیں۔

آریہ پریس رو پڑا

الحکم میں ایک نظم شائع ہوئی تھی جو ایک آریہ کی نظم کا جواب تھا۔ یہ نظم میری غیر حاضری میں جبکہ میں آریوں کی کارستانیوں کا معائنہ کرنے کے لیے علاقہ ارتداد میں گیا ہوا تھا شائع ہوئی مگر میں نہایت صفائی سے اقرار کرتا ہوں اگر میں خود موجود ہوتا تو بھی میں **اس نظم کی اشاعت میں ذرا بھی پس و پیش نہ کرتا۔**

اس نظم کی اشاعت نے **آریہ پریس** کے ہوش و حواس کو معطل کر دیا اور ان کے صبر و سکون کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔ اپنی چیخ و پکار سے آسمان سر پر اٹھا لیا۔ اور اپنے قلم کو قط لگانے کی دھمکیاں شروع کیں۔

میرے معزز موخر ہم قلم زمیندار نے بھی ان کی **چیخ پکار کو سن کر جھٹ** دیدیا کہ الحکم کا یہ فعل ناپسندیدہ ہے۔ باوجودیکہ ایڈیٹر صاحب نے نہ وہ **نظم پڑھی** نہ اس نظم کو دیکھا جس کا وہ جواب تھا۔

الحکم۔ آریہ۔ اور غیر احمدی اور عیسائی اخبار نویسوں سے گذشتہ پچیس سال سے دفاعی لڑائی لڑ رہا ہے اور اسے اعتراف ہے کہ **آریہ پریس کا گالیوں میں وہ مقابلہ نہیں کر سکتا** مگر میں نہایت ادب سے عرض کروں گا کہ وہ

شیشہ کے مکان میں بیٹھ کر دوسروں پر پتھر نہ پھینکیں

اگر الحکم نے اس معاملہ میں ابتداء کی ہے تو میں اسکو اپنے لیے موجب فخر سمجھتا ہوں کہ اپنے معاصرین کی دلدہی کے لیے معذرت کا اظہار کروں لیکن اگر اس نے جواب دیا ہے اور جواب میں بھی وہ رنگ نہیں جو حملہ آور نے اختیار کیا تھا تو وہ یقیناً میرے ساتھ انصاف کریں گے۔ بہر حال میں اپنے بھیوں کو یقین دلاتا ہوں کہ الحکم ہمیشہ راہ امن کا خادم ہے اور اس نے ہمیشہ مناظرات اور مباحثات میں اعتدال اور امن کی راہ کو پسند کیا ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ دوسروں کی دل آزاری خیالی طور پر بھی ہو۔ لیکن وہ یہ بھی نہیں کر سکتا کہ گالیاں سنے اور جواب بھی نہ دے اگر وہ چاہتے ہیں کہ ہمارے تعلقات اخلاق ہائے تک رہیں تو اپنے نامہ نگاروں کو ہدایت کریں کہ دوسروں پر حملے چھوڑ دیں کہ انکے بغیر بھی کام ہو سکتا ہے۔

برلن مسجد

برلن مسجد کے متعلق کوئی تحریک عرصہ سے اخبار میں شائع نہیں ہو سکی۔ اس کی بڑی وجہ تو یہ ہے کہ اسوقت تمام توجہ ملکانہ ارتداد کے انسداد کی طرف لگ رہی ہے۔ علاوہ بریں برلن مسجد کے متعلق حالات عام طور پر تادیب النساء میں شائع ہوا کریں گے۔ چنانچہ تادیب النساء کے گذشتہ نمبر میں برلن مسجد کا نقشہ بھی شائع کیا جا چکا ہے۔ برلن مسجد کے نقشہ کے متعلق جو تشریحی نوٹ مصباح میں شائع ہوا ہے اسے یہاں بھی درج کر دیا جاتا ہے۔ احمدی مستورات کی ہمت اور مالی قربانی ہر طرح سے حوصلہ افزا اور قابل قدر ہے بعض خواتین نے تو اس بارہ میں کمال ایثار کا نمونہ دکھایا ہے۔ برلن مسجد کی تعمیر کا کام عنقریب شروع ہونے والا ہے کیونکہ تعمیر کا آرڈر دیدیا گیا ہے اور بیعانہ بھی بھیجا گیا ہے۔ احمدی خواتین کے لیے ایسے موقع بہت کم ملینگے۔ اسلیے جن کو ابھی تک موقعہ نہیں ملا وہ فوراً اپنے حصہ کا چندہ داخل کر دیں۔

برلن مسجد کے نقشہ کی تشریح۔ زمین جہاں مسجد بننے والی ہے وہ برلن کے مغربی حصہ کے اعلیٰ درجہ کے رقبہ میں واقع ہے اس کا تعلق براہ راست برلن کی مرکزی ریلوے سے ہے اور ٹرام گاڑیوں کے مرکز سے بھی براہ راست تعلق ہے اور برلن کے اس حصہ میں ہے جہاں مسلمان رہتے ہیں زمین تین طرف سے کھلی ہے شمال مشرق کی طرف ریلوے کا مرکز ہے اس لیے مسجد تین طرف سے دیکھی جا سکتی ہے جگہ کے نقطۂ خیال سے ایسی جگہ واقع ہے جہاں سے اثر ڈال سکتی ہے زمین ہموار نیچی ہے اور مسجد کے لحاظ سے یہ اعلیٰ درجہ کی بات ہے کیونکہ سیڑھیاں چھوٹی بنانی پڑینگی اور مسجد کے لیے ضروری کمرے نیچے تعمیر کیے جائینگے۔

داخلہ اور وضو کی سہولتیں۔ مسجد زمین کے وسط میں ہو گی اور ارد گرد باغ ہو گا۔ بڑا دروازہ گلی کی طرف ہو گا لوگ کھلے دروازے سے داخل ہوں گے اور پہلوؤں پر جوتیاں رکھنے کی جگہ ہو گی۔

آدمی بڑی آسانی سے وضو خانہ میں جا سکے گا جو ہال کے نیچے بنایا ہے اور گنبد کے نیچے سے چشمہ پھوٹتا ہے بیت الخلاء وضو خانہ کے پاس ہی ہو گا اور وضو خانہ سے آسانی سے مسجد میں جا سکیں گے۔

مسجد کے محراب مسجد میں ایک بڑا اور دو چھوٹے محراب ہوں گے اور وہ ٹھیک قبلہ رُخ ہو گی۔ روشنی گنبد سے آئے گی۔ اور اس کے نیچے پردے اس طرز پر لگائے جائینگے کہ تیز روشنی کو روکا جا سکے۔

عورتوں کی نماز کے لیے انتظام۔ عورتوں کیلئے نماز پڑھنے کے واسطے الگ انتظام ہو گا۔ یعنی الگ کمرہ بنوایا جائیگا اور وضو خانہ بھی الگ ہی ہو گا مگر نماز کا کمرہ ایسی جگہ ہو گا کہ امام کی آواز آسانی سے آ سکے گی۔

مسجد میں کتنے نمازی ہونگے اور دوسرے مکانات مسجد میں ۶۰۰ آدمی آ سکینگے اور اس مسجد کے ہال کے نیچے رہنے کے مکان ہوں گے۔ جن میں خصوصاً اس آدمی کے لیے جو مسجد کا نگراں ہو گا۔ اور امام کے لیے تین کمرے ہوں گے اس سے پرے ہٹ کر ۱۳ کمرے ہوں گے۔ جن میں طالب علم بھی رہ سکیں گے۔ اور کمرے میں غسل خانہ اور پاخانہ بھی ہو گا۔ علاوہ بریں ایک لائبریری کا کمرہ اور ایک ریڈنگ روم ہو گا اور دو آفس کے کمرے ہوں گے اور نیچے کھانے کا کمرہ بھی ہو گا۔ اور کلب بھی۔

باورچی خانہ ایسا ہو گا جو اسلامی طریق پر بنایا جاوے اور مسلمانوں کے آداب اور دار الطعام ایک اعلیٰ درجہ کے ہوٹل کے طرز کا ہو گا۔ تاکہ کرایہ پر بھی دیا جا سکے۔

دیگر امور مسجد کے بنانے میں یہ بھی لحاظ رکھا جائے گا کہ عیسائی اور مسلمان جمع ہو سکیں۔ مسجد چھوٹی نہیں جتنی چاہیئے اور ایسی ہو کہ لوگوں کے دلوں پر اسکا اثر پڑتا ہو۔ یہ نقشہ اس طرز کا بنایا گیا ہے کہ جب چاہیں بڑھ سکے تمام طرف بڑھاؤ رکھا گیا ہے۔ اس کے بڑھانے پر خرچ بہت کم ہو گا۔

(نوٹ) مسجد کے انجینیر نے مشورہ دیا ہے کہ عمارت موٹر ہونی چاہیئے۔ اور اس کی تعمیر میں ان امور کو مدنظر رکھا جاوے کہ وہ برلن میں خاص منظر ہو۔ مسجد کی زمین اور وسعت کے لیے اسکا خیال رکھنے پر مجبور رہتا۔ کہ مقامی آب و ہوا کا خیال رکھتے ہوئے تھوڑے سے تھوڑے خرچ پر بہتر نقشہ بن سکے سردی کی وجہ سے پتھر کا گنبد زیادہ دیر تک نہیں ٹھہرے گا۔ اس لیے گنبد لکڑی کے ہونگے اس لیے خرچ کا لحاظ رکھ کر گویا کل کام بجلی سے لینا پڑے گا۔

عرش و فرش فرش پتھر کا ہو گا اور اندر کی طرف چھت کا روغن عمدہ ہو گا اور اس کے بنانے میں روشنی کا خاص خیال رکھا جاویگا۔ اور بھی تفصیلات انجنیر صاحب نے دی ہیں۔ مگر یہاں ان کے بیان کی ضرورت نہیں۔ اخراجات کا تخمینہ وہی پچاس ہزار کے قریب ہے خدا کا شکر ہے کہ احمدی خواتین نے اس رقم کو مطلوبہ رقم کے قریب بہ قریب پہنچا دیا ہے اُمید ہے کہ وہ جلد اس کو پورا کر دینگی۔

یک کرشمۂ دو کار

اگر آپ اپنے بچوں کو تعلیم دلانا چاہتے ہیں تو جلد سے جلد مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں بھیجیں۔ ان کو یہاں انگریزی اور عربی تعلیم کے علاوہ دین سکھایا اور احکام خداوندی پر عمل کرایا جائے گا۔ آپ دیکھیں گے کہ آپکے بچے ایک نمونہ بنکر آپکے پاس پہونچیں گے۔ انشاءاللہ تعالیٰ

(یوسف بن یعقوب)

مسلمان اور چھوت چھات

جو وصل میں ہے جدائی تو کیا کرے آصف
یہ اتفاق ہے باہم رہے رہے نہ رہے

کیا ہی بدقسمت بدنصیب وہ ملک اور اس ملک کی قومیں ہیں جو مختلف مذاہب مختلف تمدن اور مختلف رسوم و رواج رکھنے کی وجہ سے آپ ان ایک دوسرے کے گلوگیر رہتی ہیں۔ جن کی ...وں کا بہت سا حصہ باہمی چھیڑ چھاڑ اور پرخاش میں ہی ... رہا ہے۔

پچھلے دنوں میں جو ... اور جس صلح و اتحاد کی گونج ہر ایک گوشہ میں سنائی دیتی تھی۔ اگرچہ اس وقت بھی بعض دوربین لوگوں کو خوف تھا کہ پھر سارا سامان کہیں بنتے مانند بگڑ نہ جائے کا مصداق ہی نہ ہو۔ وہی بات ہوئی سارا ٹھاٹھ محض نمائشی نکلا۔ نکتہ چیں یا دوربین لوگ جیسے پہلے وہ معمولی باتیں جو سنین گزشتہ میں محض ذاتیات پر محمول ہوتی تھیں اب وہی باتیں قومی اور جامہ پہن کر پیش ہوتی ہیں گویا بات کا بتنگڑ بن جاتا ہے۔

یہ قول ہندو اخبارات اور ہندو اہل الرائے کے جان لو اس میں سراسر مسلمانوں ہی کا گناہ ہے۔ وہی گردن زدنی اور کشتنی ہیں لیکن جب حالات گزشتہ اور حاضرہ پر نظر کی جاتی ہے تو رہ رہ کر یہی کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے برادران وطن کا دامن بھی پاک صاف نہیں ۱۹+۲۰ کا دونوں میں فرق ہے۔

چھوت چھات

اس بات سے سناتن صاحبان اور ہندو قوم انکار نہیں کر سکتی کہ باوجود صدیوں کے باہم رہنے سہنے کے بھی ان دونوں قوموں نے اتفاق نہ کیا یا اتفاق نہ ہو سکا۔ بوجہ بلا کی قدامت پسندی اور قومی مواد نفرت کے مسلمانوں سے ہندو صاحبان ... اقتصادی رنگ میں بھی دل صاف نہ ہو سکے۔ مسلمانوں نے یہ کشادہ دلی ہی کیا کم کی کہ باوجود اس قدر بیزاری اور نفرت کے بھی وہ چھوت چھات کے نفرت افزا اور ذلت نما طریق عمل کے کبھی بھی خلاف نہ ہوئے ہمیشہ مسلمانوں نے یہی سمجھا کہ چونکہ برادران وطن کا یہ ایک مذہبی خیال ہے اس واسطے وہ اس کی وجہ سے اپنی کشادہ دلی کا جواب نہیں دے سکتے۔ چاہے دوسرے ملفاظ ... باتوں کی کشادہ دلی اور بردباری کو بے غیرتی کہہ ڈالیں ... دلالت مگر اس میں کچھ بھی شک نہیں کہ برادران وطن کا یہ سلوک ہم سے وسعت قلبی سے بہت کچھ دور تھا۔

ہمیں ہندو ملیچھ بھی کہتے ہیں جیسے ہم ان کو کافر یعنی اسلام ... کہتے ہیں۔ لیکن ملیچھ اور کافر کے مفہوم میں بہت فرق ہے کافر ... محض ... منکر کے ہیں اور ملیچھ کا مفہوم بہت کچھ ذلت لیے ہوئے ہے۔ چونکہ لفظ ملیچھ کا اطلاق ہم پر بعض مذہبی مواقع میں بھی کیا جاتا رہا ہے اسواسطے وہ تمدنی مراحل میں۔ چنداں حارج اور حوصلہ شکن ثابت ہوا لیکن یہ لگاتار چھوت چھات اور بلا کی نفرت پرلے درجے کی حوصلہ شکن ہے اگر ہم ہندو سے ایسی نفرت کریں تو ہندو برادران اپنے دلوں میں فیصلہ کر سکتے ہیں کہ درحقیقت ایک انسان کے ساتھ دوسرے انسان کا ایسا سلوک کیا کچھ کیفیت رکھتا ہے۔

ذلت کی کوئی حد نہیں

اگرچہ بعض ہندو صاحبان بعض وقت کھانے پینے کو کوئی عیب نہ دیکھیں گے کبھی کبھی غسل کریں اور مسلمانوں سے ظاہر اور پوشیدہ کھا پی لیتے ہیں۔ مگر باوجود اس طریق عمل کے بھی ان کے دلوں میں نسلی حیثیت سے جو نفرت اور جو بیزاری پیدا ہو چکی ہے اس میں فرق نہیں آتا۔ جس طرح یورپ والے گوری رنگت کے منارہ سے کالے رنگ والوں کو دوسری آنکھوں سے دیکھتے ہیں اس طرح برادران ہنود کو بھی دوسرے مذاہب اور دوسری قوموں سے نفرت ہے مذہبی نفرت اور قومی نفرت میں فرق ہے مذہبی نفرت تو تعلق اور خیالات مذہب تک ہی رہتی ہے۔ لیکن قومی نفرت کی عنانیں نسبتاً بہت کچھ طویل ہیں ہندو صاحبان انگریزوں کو بدنام کرتے ہیں کہ وہ شکلی امتیازات اور رنگت کے دلدادہ ہو کر دیسیوں کو اچھی نگاہوں سے نہیں دیکھتے۔ لیکن خود فیصلہ نہیں کرتے کہ وہ اپنی بلند پروازی اور قدامت پسندی میں کس قدر درجہ تک جا چکے ہیں۔ بعض مسلمان بھی انگریزوں کے اس طرز عمل پر نکتہ چینی کرتے ہیں۔ لیکن اپنے برادران وطن کو نہیں دیکھتے کہ وہ باوجود ایک ہی ملک میں رہنے کے بھی مسلمانوں اور عیسائیوں کو چھوت چھات کے زغم میں آ کر کن آنکھوں سے دیکھنے کے عادی ہیں۔

میرا اپنا تجربہ

نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ ایک دفعہ جالندھر شہر میں ایک دن میرے ایک دوستوں کے دوست اور بے تکلف یار غار ہندو مجھے ملنے آئے کچھ بات چیت بعد میں ان کو کمرہ میں چھوڑ کر باہر گیا اور چند منٹوں کے بعد واپس جو آیا تو دیکھا کہ میرے دوست پانی کی لٹیا کو پیچھے پاؤں سے ہٹا رہے ہیں۔ میں نے ہنس کر پوچھا کہ لالہ جی یہ کیا۔ پانی پینے کے برتن کو آپ جوتا سے کیوں ہٹا رہے ہیں چھا خوش رکھے تھے بے تکلف اور صاف گو فرمانے لگے بھئی بات تو یہ ہے کہ ہم ایسے برتن کو ہاتھ نہیں لگا سکتے کہ جس میں پانی ہو اور مسلمان کے ہوں۔ خفا نہ ہو ہمیں کراہت آتی ہے اور ہم مجبور ہیں۔

مجھے اس حرکت سے غصہ تو تھا مگر اس صاف بیانی سے میں سمجھ گیا کہ قدامت پسندی کی وجہ سے یہ عادت ان لوگوں کی عادت ثانی ہو گئی ہے۔ اسواسطے وہ مجبور ہیں ہم لوگوں کو جن کے مذہب میں انسانی عظمت اور انسانی حقوق کے قائم رکھنے ادا ... بات کے لیے یہ بھی کہا گیا ہے کہ

"انسان کا پس خوردہ پاک ہے"

ان حرکات اور اس درجہ کی نفرت سے تعجب تو ہوتا ہے مگر یہ لوگ دراصل عادت قدیمہ سے مجبور ہیں۔

دوسری طرف اس لگاتار نفرت کا یہ اثر ہوا ہے کہ اب عیسائی اور مسلمان بھی سوچنے لگے ہیں کہ جب ان کے دلوں میں اس قدر بیزاری اور نفرت ہے اور یہاں تک نوبت پہنچ چکی ہے تو ہم بھی کیوں ان کا رنگ ہی اختیار کریں گو ہم جانتے ہیں کہ اس سے دوگونہ نفرت ہو گی مگر ایسی حالات اور چارہ ہی کیا ہے مذہبی رنگ میں نہ سہی اقتصادی رنگ میں ہی سہی

گو ہم جانتے ہیں کہ شاید اس میں اخیر تک عہدہ برآ نہ ہو سکیں ایک تو ہماری کشادہ دلی ہمیں مزاحم ہو گی۔ دوسرے ہم اس کے عادی نہیں ہیں۔ برادران وطن تو صدیوں سے اس عدم تعاون کے عادی ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ شری مہاتما گاندھی جی نے عدم تعاون کا سبق دیا ہے۔ ہم کہیں گے یہ سبق تو صدیوں سے دوسری اقوام کے مقابلہ میں ہنود دے رہے ہیں۔ بڑے بڑے شہروں میں جا کر دیکھ لو شاید ہی دس پانچ ہندو مسلمانوں سے سودا سلف لیتے ہیں وہ بھی مجبوراً ہمیں یہ اعتراف ہے کہ ہمارے برادران وطن کو اس میں صدیوں سے مشق ہے۔ لیکن اگر ہم یہ طریق اختیار کریں جیسے کہ ہم سے اس وقت بعض لوگ اقتصادی پہلو سے اور نیز اس ذلت سے نکلنے کی خاطر یہ تحریک کر رہے ہیں کہ جب ہمارے برادران وطن کو ہم سے ہر بات میں ایسی نفرت ہے جو ذلت کی حد تک پہنچ چکی ہے تو کیوں ہم بھی نہ کریں۔

بات تو معقول ہے گو ہم یہ عمل کر کے اپنی کشادہ دلی تو کھو بیٹھیں گے اور پھر اس حالت میں کہ خود ہنود اقوام اور ہندو جماعت میں بھی اس کی بابت کشمکش ہو رہی ہے اور بعض افراد حرکت میں بھی ہیں اور ساتھ ہی اس کے ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ باوجود اس جنبش اور حرکت کے بھی بہت ہی مشکل اور دقت سے قدامت پسندی اور نفرت دلوں سے نکلے گی کیونکہ اس میں برادران وطن کو اقتصادی اور تجارتی رنگ میں اور تمدنی پہلو سے بہت کچھ فائدہ میں ہے۔

ایک دن میں جالندھر سے دہلی جا رہا تھا ایک سٹیشن درمیانی پر سکھوں ڈوگروں اور مسلمانوں کی فوج بھی سوار ہو رہی تھی سوار ہونے سے پہلے فوجیوں نے روٹی مٹھائیاں اور بھاجی وغیرہ خریدی میں بھی یہ تماشا دیکھ رہا تھا۔ یوں ہی ایک مسلمان نان فروش سے پوچھا کہ تمہاری کیا کچھ بکری ہوئی؟

روٹی والا ۔ ہمارے مسلمان فوجیوں نے مجھ سے کچھ روٹی خریدی اور مٹھائی پوری کچوری ہندو بھاجی والوں سے بھی لی اور کوئی ہندو میری طرف نہیں آیا سب نے ہندوؤں ہی سے خرید کی سمجھ لو میری بکری کیا ہوئی اور ان کی کیا۔ یہ سن کر میں نے ایک شعر پڑھا اور خاموش ہو گیا۔

کیا اثر پینے میں مزا ہے قتل ہو پیارے کیسا تھ
اس کی لذت کو کسی بسمل سے پوچھا چاہیئے

الگ ہو چکے ہیں اور آریہ بھی اپنے تئیں ہندو مذہب کی شاخ نہیں سمجھتے۔ آریوں کا ہندو مذہب سے الگ ہونا اور ایسا ہی ہر مذہب میں مذہبی احساسات کا اُبھرنا بتلا رہا ہے کہ یہ سب تیاری اسلامی ترقی کے لیے ہے۔ خدا تعالیٰ مخلوق کے دلوں میں قبولیت اسلام کے لیے ایک جنبش پیدا کر رہا ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ "عادت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ جب کوئی رسول یا نبی یا محدث اصلاح خلق اللہ کے لیے آسمان سے اُترتا ہے تو ضرور اسکے ساتھ اور اسکے ہمرکاب ایسے فرشتے اُترا کرتے ہیں کہ جو مستعد دلوں میں ہدایت ڈالتے ہیں اور نیکی کی رغبت دلاتے ہیں اور برابر اُترتے رہتے ہیں۔ جبتک کفر و ضلالت کی ظلمت دور ہوکر ایمان اور راستبازی کی صبح صادق نمودار ہو۔ جیسا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے تنزل الملٰئکۃ والروح فیہا باذن ربہم من کل امر سلام ھی حتی مطلع الفجر۔ سو ملائکہ اور روح القدس کا تنزل یعنی آسمان سے اُترنا اسی وقت ہوتا ہے جب ایک عظیم الشان آدمی خلعت خلافت پہن کر اور کلام الٰہی سے مشرف پاکر زمین پر نزول فرماتا ہے۔ روح القدس خاص طور پر اس خلیفہ کو ملتی ہے اور جو اس کے ساتھ ملائکہ ہیں۔ وہ تمام دنیا کے مستعد دلوں پر نازل کیے جاتے ہیں۔ تب دنیا میں جہاں جہاں جو ہر قابل پائے جاتے ہیں سب پر اس نور کا پرتو پڑتا ہے۔ اور تمام عالم میں ایک نورانیت پھیل جاتی ہے اور فرشتوں کی پاک تاثیر سے خود بخود دلوں میں نیک خیال پیدا ہونے لگتے ہیں۔ اور توحید پیاری معلوم ہونے لگتی ہے اور سیدھے دلوں میں راست پسندی اور حق جوئی کی ایک روح پھونک دی جاتی ہے۔ کمزوروں کو طاقت عطا کی جاتی ہے۔ اور ہر طرف ایسی ہوا چلنی شروع ہو جاتی ہے جو اس مصلح کے مدعا اور مقصد کو مدد دیتی ہے۔ ایک پوشیدہ ہاتھ کی تحریک سے خود بخود لوگ صلاحیت کی طرف کھسکتے چلے آتے ہیں۔ اور قوموں میں ایک جنبش سی شروع ہو جاتی ہے۔ تب نافہم لوگ گمان کرتے ہیں کہ دنیا کے خیالات نے خود بخود راستی کی طرف پلٹا کھایا ہے۔ لیکن درحقیقت یہ کام ان فرشتوں کا ہوتا ہے کہ جو خلیفۃ اللہ کے ساتھ آسمان سے اُترتے ہیں اور حق کے قبول کرنے اور سمجھنے کے لیے غیر معمولی طاقتیں بخشتے ہیں۔ سوئے ہوئے لوگوں کو جگا دیتے ہیں اور مستوں کو ہوشیار کرتے ہیں۔ اور بہروں کے کان کھولتے ہیں اور مردوں میں زندگی کی روح پھونکتے اور ان کو جو قبروں میں ہیں باہر نکال لاتے ہیں تب لوگ یکدفعہ آنکھیں کھولنے لگتے ہیں اور ان کے دلوں پر وہ باتیں کھلنے لگتی ہیں۔ جو پہلے مخفی تھیں۔ اور درحقیقت یہ فرشتے اس خلیفۃ اللہ سے الگ نہیں ہوتے۔ اسی کے چہرے کا نور اور اس کی ہمت کے آثار جلیہ ہوتے ہیں۔ جو اپنی قوت مقناطیسی سے ہر ایک مناسبت رکھنے والے کو اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ خواہ وہ جسمانی طور پر نزدیک ہو یا دور ہو اور خواہ آشنا ہو یا بکلی بیگانہ اور نام تک سے بے خبر ہو غرض اس زمانہ میں جو کچھ نیکی کی طرف حرکتیں ہوتی ہیں اور راستی کے قبول کرنے کے لیے جوش پیدا ہوتے ہیں۔ خواہ وہ جوش ایشیائی لوگوں میں پیدا ہو یا یورپ کے باشندوں میں یا امریکہ کے رہنے والوں میں وہ درحقیقت ان ہی فرشتوں کی تحریک سے جو اس خلیفۃ اللہ کے ساتھ اُترتے ہیں ظہور پذیر ہوتے ہیں یہ الٰہی قانون ہے جس میں کبھی تبدیلی نہیں پاؤ گے اور بہت صاف سریع الفہم ہے اور تمہاری بدقسمتی ہے اگر تم اس پر غور نہ کرو۔ چونکہ یہ عاجز راستی اور سچائی کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے اس لیے تم صداقت کے نشان ہر ایک طرف پاؤ گے۔ وہ وقت دور نہیں بلکہ بہت قریب ہے کہ جب تم فرشتوں کی فوجیں آسمان سے اُترتی اور ایشیا اور یورپ اور امریکہ کے دلوں پر نازل ہوتی دیکھو گے۔"

پس جو لوگ حق سے پیار رکھتے ہیں اور پھر وہ ایشیا۔ یورپ۔ افریقہ۔ امریکہ وغیرہ کے لوگوں کو قبولیت اسلام کی طرف رجوع دیکھتے ہیں۔ جیسا کہ ہمارے مبلغوں کی رپورٹوں سے ظاہر ہے تو وہ حق کی شہادت سے رُک نہیں سکتے، سوائے اس کے کہ جن کے دلوں میں ازلی شقاوت ہے اور ان کی شرارتوں کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر لگ چکی ہے۔

ابھی چند دنوں کا ذکر ہے کہ وائنا یونیورسٹی آسٹریا کے پروفیسر کا ایک خط ان کے دوست کے نام موصول ہوا تھا کہ مجھے جو کتاب مولوی مبارک علی صاحب مبلغ جماعت احمدیہ قادیان نے دی ہے اس کے پڑھنے سے اس کی سادہ سادہ عبارتوں کے ذریعہ میرے وہ تمام شکوک جنکا کہ حل ہونا میں ناممکنات سے سمجھتا تھا۔ وہ سب رفع ہو گئے اور آئندہ میں اپنی تمام زندگی اس کی ہی اشاعت میں صرف کروں گا وغیرہ وغیرہ۔

یہ سب فرشتوں کی تحریک کا ہی ظہور ہے جو کہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزول کے ساتھ نازل ہوتے ہیں۔

دوستو! یہ جو فتنہ ارتداد ہے اور آریوں کا اس کے خلاف اُبال ہے۔ یہ بھی منشاء الٰہی کے ماتحت ہی سب کچھ ہو رہا ہے خدا چاہتا تو آریہ یہ شر کھڑا نہ کرتے۔ مگر پھر اس صورت میں وہ لوگ جو صدیوں سے اسلام کے حلقہ بگوش ہو کر اسلام سے بے خبر تھے ان کو کس طرح تبلیغ ہوتی اور وہ کس طرح اصل اسلام تک راہ پاتے۔ خدا نے یہ سب کچھ ہماری بھلائی اور ان کی بھلائی کے لیے کیا ہے۔

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد

خمیر مایۂ دکان شیشہ گر سنگ است

دیکھو بلی بھی جب اپنے بچوں پر مہربان ہوتی ہے تو چوہے کو پکڑتی ہے اور اُسے تھوڑا سا مسل کر زندہ ہی بچوں کے آگے چھوڑ دیتی ہے تاکہ اس کے بچے اپنی قوت بازو سے شکار کرنا سیکھیں اگر وہ ایسا نہ چاہتی تو وہ مرا ہوا چوہا اُس کے آگے ڈال سکتی تھی مگر چونکہ ان کو بچوں میں شکار کرنے کی عادت اور قوت پیدا کرنی مقصود تھی اس لیے اس نے زندہ چوہے کو بچوں کے آگے چھوڑا۔ تا وہ اپنی قوت بازو سے شکار کرنا سیکھیں اور اس کی مخفی طاقتیں ظہور پذیر ہوں۔ اسی طرح اور ٹھیک اسی طرح اگر خدا چاہتا تو یہ فتنہ پیش نہ آتا مگر خدا تعالیٰ ہمیں اپنے انعاموں کا وارث کیا چاہتا ہے۔ لہٰذا اس نے محض ہماری بھلائی کے لیے آریوں کو کھڑا کر دیا تاہم اپنے خداداد نور سے اس ظلمت کو کافور کریں اور وہ دشمن جو اپنے منہ کی پھونکوں سے خدائی نور کو بجھانا چاہتا ہے۔ ہم اسلامی دلائل کے حربوں سے ان کے منہ کو بند کر دیں اور ان کی مکروں کی کمندوں کو صداقت کی کمانوں سے جکڑ دیں۔ تاہم خدا کے انعامات کے وارث ٹھہریں اور دنیا پر اسلام کا نور اپنے کمال کے ساتھ ظاہر ہو۔ دیکھو ہمارے لیے کیسا انتہائی خوشی کا مقام ہے کہ ان سب واقعات کی اصل حقیقت سے خدا تعالیٰ نے ہمیں مدتوں پہلے مطلع کر چھوڑا ہے۔ جیسا کہ ہمارے لیے جان سے محبوب حضرت سیدنا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ

"میں یقین رکھتا ہوں کہ ان حملوں کے دن نزدیک ہیں۔ مگر یہ حملے تیغ و تبر سے نہیں ہوں گے۔ اور تلواروں اور بندوقوں کی حاجت نہیں پڑے گی بلکہ روحانی اسلحہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کی مدد اُترے گی ۔۔۔۔۔۔۔۔ اور سچائی کی فتح ہوگی۔ اور اسلام کے لیے پھر اس تازگی اور روشنی کا دن آئیگا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے۔ اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھیگا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے۔ لیکن ابھی ایسا نہیں۔ ضرور ہے کہ آسمان اُسے چڑھنے سے روکے رہے۔ جبتک کہ محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگر خون نہ ہو جائیں اور ہم سارے آراموں کو اس کے ظہور کے لیے نہ کھو دیں اور اعزاز اسلام کے لیے ساری ذلتیں قبول نہ کرلیں۔ اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے وہ کیا ہے ہمارا اسی راہ میں مرنا یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی۔ مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلی موقوف ہے۔"

سو اے میرے پیارے دوستو! حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ بشارتوں بھرا فرمان جس کی بنیاد اپنی پوری شوکت کے ساتھ رکھی گئی ہے۔ ظاہر کرتا ہے کہ وہ انتہا تک اپنے تمام کمال کے ساتھ پورا ہوگا اور پورا ہو چکا ہے اور واقعی سچ ہے کہ اسلام کے خلاف کھڑے نہ ہوتے اور یوپی کے راجپوت قوم میں فتنہ ارتداد کی رو نہ چلتی۔ تو پھر ہم کسی ثواب کے مستحق ہو سکتے تھے اور کون سی روح اسلام کی ہم لوگوں کے آگے بطور نمونہ پیش کرتے۔

دوستو! یہ خدا کا کس قدر ہم پر احسان اور فضل ہے کہ وہ ہمارے لیے مذاہب کی رو کیں چلاتا ہے اور ان کے ذریعہ ہمارے درجات کو بلند کرنا چاہتا ہے اور ہمیں وہ مرتبہ عطا فرمانا چاہتا ہے۔ جو آنیوالی نسلوں کے لیے اسلام کی اصل حقیقت کو آشکارا کر سکے تا وہ بھی ان راہوں پر چلکر منزل مقصود کو حاصل کریں۔ یہی مذہب ہمارا آشکارا ہے اسکے حصول کے لیے ہمیں تن من دھن کی قربانی کی ضرورت ہے خدا تعالیٰ نے محض ہمارے لیے اس کو مخصوص کیا ہے عوام کی نظر بھی آپ پر ہی آکر پڑتی ہے۔

بگوشید اے جوانان تا دیں قوت شود پیدا

بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

اگر یاراں کنوں بر غربت اسلام رحم آید

باصحاب نبی نزد خدا نسبت شود پیدا

خوشی سے اُچھلو اور کود و کہ اس باطل کا مٹانا تمہارے متعلق ہے

محض اپنے فضل سے آپ کے لیے مخصوص کر دیا ہے۔ خدا نخواستہ اگر آپ سستی دکھاؤ گے تو بہر حال یہ سب باتیں پوری ہو کر رہیں گی۔ جیسا کہ اس کے مخبر صادق نے فرمایا ہے کہ قضاء آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا۔ مگر افسوس اور صد افسوس ہوگا اس ہماری محرومی پر۔ خدا سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ نعمت ہمارے لیے مخصوص کر دے۔ اب آخر میں وہ مبارک الفاظ بھی درج کرتا ہوں۔ جو کہ محبوب حق نے بطور بشارت آریوں کے انجام کے متعلق فرماتے ہیں کہ

"یہ خیال مت کرو کہ آریہ یعنی ہندو دیانندی مذہب والے کچھ چیز ہیں۔ وہ صرف اس زنبور کی طرح ہیں جس میں بجز نیش زنی کے اور کچھ نہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ توحید کیا چیز ہے۔ اور روحانیت سے سراسر بے نصیب ہیں۔ عیب چینی کرنا اور خدا کے پاک رسولوں کو گالیاں دینا ان کا کام ہے اور بڑا کمال ان کا یہی ہے کہ شیطانی وساوس سے اعتراض کے ذخیرے جمع کر رہے ہیں اور تقویٰ اور طہارت کی روح ان میں نہیں یاد رکھو کہ بغیر روحانیت کے کوئی مذہب چل نہیں سکتا۔ اور مذہب بغیر روحانیت کے کچھ بھی چیز نہیں۔ جس مذہب میں روحانیت نہیں اور جس مذہب میں خدا کے ساتھ مکالمہ کا تعلق نہیں اور صدق وصفا کی روح نہیں اور آسمانی کشش اس کے ساتھ نہیں اور فوق العادت تبدیلی کا نمونہ اس کے پاس نہیں۔ وہ مذہب مردہ ہے اس سے مت ڈرو ابھی تم سے لاکھوں اور کروڑوں انسان زندہ ہوں گے کہ اس مذہب کو نابود ہوتا دیکھ لو گے۔"

سو ہم کو ہزار در ہزار شکر ادا کرنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے محض ہمارے لیے ہی یہ حصول ثواب کا موقع عطا فرمایا ہے۔ اس کی راہ میں اس کی حصول رضا کے لیے بڑھ بڑھ کر قدم مارو اللہ تعالیٰ آپ کے قدموں میں برکت دے۔ والسلام

خاکسار
امیر محمد خاں احمدی ناہو دے بہ جیت

موضع چارلی گنج کی تمام اور اکرن کے ۴۳ ملکانہ خاندان شدھی سے تائب ہو کر دوبارہ مسلمان ہوگئے

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے مبلغین جماعت احمدیہ قادیان کی تبلیغی کوششوں کے نتیجہ میں ۳ مئی ۱۹۲۳ء کو موضع چارلی گنج کے تمام کے تمام لوگوں نے اور اکرن کے ۴۳ خاندانوں نے جناب چودھری فتح محمد خاں صاحب ایم اے۔ امیر وفد المجاہدین جماعت احمدیہ قادیان کے ہاتھ پر ارتداد سے توبہ کی۔ جناب چودھری صاحب نے ابتدا میں

مختصر سی تقریر فرمائی جس میں دوسرے مذاہب پر اسلام کی فضیلت ثابت کی۔ اس کے بعد توبہ کرنے والوں کو کلمہ شہادت پڑھایا۔ اور ہر ایک سے اپنے ہاتھ میں ہاتھ لیکر اقرار لیا کہ میں مسلمان رہوں گا۔ اور اسلام کے حکموں پر عمل کرنے کی کوشش کرتا رہوں گا۔ اس خوشی میں دعوت کا بھی انتظام تھا جسے خود مسلم راجپوتوں نے کیا اور کھانا کھاتے ہوئے سب نے مسلمان سقوں کی مشکوں سے پانی پیا۔ اس موقع پر بہت بڑا مجمع تھا۔ جس میں دیبی اور سنگیچہ وغیرہ دیہات کے مسلمان راجپوت بھی موجود تھے اکرن اور چارلی گنج وہ گاؤں ہیں جہاں کے لوگوں کو مرتد کر لینے پر آریوں کو بڑا فخر اور ناز تھا۔ لیکن خدا نے ان کی چالبازیوں کے باوجود اپنے فضل سے بہت سے لوگوں کو توبہ کرنے کی توفیق دی۔

تمام مسلمانوں کو عموماً اور مسلم راجپوتوں کو خصوصاً مبارک ہو کہ ان کے بچھڑے ہوئے بھائی پھر مل گئے

امید ہے کہ خدا کے فضل سے باقیماندہ لوگ بھی بہت جلد واپس آکر اپنی مسلمان برادری سے ملجاویں گے۔ اور آریوں کے فریب کا تار پود عنقریب مکمل طور پر ٹوٹ جائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

خاکسار
عبد المغنی خان نائب امیر احمدیہ وفد المجاہدین قادیان
دار التبلیغ احمدیہ آگرہ۔ ۱۳ مئی ۱۹۲۳ء

غیر احمدی علماء کے مقابلہ میں مبلغین جماعت احمدیہ قادیان کی روش اور عملی نمونہ

علاقہ ارتداد میں علماء غیر احمدی جو سلوک ہمارے مبلغین کے ساتھ کر رہے ہیں اسکا کسی قدر ذکر اخبارات میں کیا جا چکا ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ متعدد مقامات پر جہاں ہمارے مبلغین مہینوں سے بڑی کوشش کیساتھ کام کر رہے ہیں۔ وہاں مولویوں نے اپنے آدمی بھیجکر ہمارے مبلغین کو ہر طرح تنگ کرنے کے لیے گاؤں کے لوگوں کو ان کے خلاف بھڑکانے اور گاؤں سے نکلوا دینے کی کوشش کیں۔ اس کے مقابلہ میں ہمیں مجبوراً جو روش اختیار کرنا پڑی ہے وہ یہ ہے۔ جس جگہ ہمارے مبلغین کے لیے کام کرنا ان لوگوں نے ناممکن بنا دیا۔ وہاں سے ہم نے اپنے آدمیوں کو واپس بلا لیا ہے اور باوجود اس کے کہ ان مقامات پر کام نہایت قابل اطمینان صورت میں ہمارے مبلغ کر رہے تھے۔ مولوی صاحبان کے مجبور کرنے پر ہم نے ان کو خالی کر دیا ہے۔ چنانچہ تیرہ ضلع متھرا میں جہاں کئی ماہ سے ہمارے آدمی کام کر رہے تھے وہاں جب دیوبندی اور سہارنپوری مولویوں کی مخالفت

حد سے بڑھ گئی اور مولویوں نے گاؤں سے نکلوا دو اور علما کے علاوہ سب یہاں [illegible] کہدیا کہ ہم ایک [illegible] کتابوں کا جو آریوں کے مقابلہ کے لیے لائے ہیں۔ اور دو ٹریکٹ کتابوں کے احمدیوں کے مقابلہ کے [illegible]

"ہم تم لوگوں کو یہاں ہرگز کام نہ کرنے دیں گے" تو ہم نے اپنے مبلغ واپس بلا لیے اور اس گاؤں کو ان جنگجو مولویوں کے لیے چھوڑ دیا۔

اسیطرح ایک دوسرے گاؤں میں جو ضلع ایٹہ میں واقع ہے ہمارے ایک بزرگ مبلغ جو ایک اعلیٰ [illegible] ملازمت سے پنشن لیکر خدمت دین کر رہے ہیں [illegible] عرصہ سے کام کر رہے تھے بچوں کو تعلیم دیتے اور [illegible] کا کام کرتے تھے گاؤں کے لوگ ہر طرح آپ سے خوش [illegible] احمدیوں کی تبلیغی کوششوں کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھتے تھے۔ لیکن وہاں سے بھی دیوبندی مولوی صاحب کی مخالفت کی وجہ سے انہیں واپس بلا لیا گیا۔ اس گاؤں کے لوگ ہمارے مبلغ کے کام پر جس قدر خوش تھے وہ حسب ذیل تحریر سے ظاہر ہے۔ جو معززین نے واپسی کیوقت ہمارے مبلغ کو لکھ کر دی اور جو یہ ہے۔

"ہم ساکنان موضع گڑھکی تصدیق کرتے ہیں کہ مولوی جمال الدین احمدی مبلغ اس گاؤں میں ۹ اپریل ۱۹۲۳ء کو آئے اور غیر آباد مسجدوں کو آباد کیا۔ بچوں کے قاعدے منگوائے اور درس گاہ کھولدیا اور آٹھ بچوں کو بسم اللہ واعوذ و کلمہ سارا اردو قاعدہ ۱۶ صفحے تک پڑھایا اس اثنا میں ان کا حسن سلوک اور اخلاق پسندیدہ رہے ۲۶ مئی تک ہمارے پاس رہے اب ۸ مئی سے دیوبندی مولوی کے آنے سے ان کی امامت اب اس جگہ ضروری نہیں ہے اس لیے بذریعہ تحریر ہذا اجازت دیتے ہیں وہ چلے جاویں فقط
نشان انگوٹھہ ولایت خان
" واحد خان
دستخط غوث محمد خان نمبردار"

اس تحریر سے مختصراً معلوم ہو سکتا ہے کہ ہمارے مبلغ صاحب وہاں کیسا کام کر رہے تھے۔ پھر جو مولوی صاحب ہمارے مبلغ کو نکالنے کا باعث ہوئے انہوں نے اس گاؤں کی ذمہ واری لیتے ہوئے حسب ذیل تحریر دی۔

"بذریعہ تحریر ہذا لکھ دیتا ہوں کہ میں اس جگہ حسب خواہش محمد اصغر خاں ٹھیکیدار علی گڑھ آیا ہوں مجھ سے پہلے مولوی جمال الدین احمدی مبلغ اس جگہ امامت کرتے تھے اور لڑکوں کو قاعدہ یسرنا القرآن پڑھاتے تھے۔ اب ان کی یہاں ضرورت نہیں ہے میں خود اس گاؤں کا ذمہ دار ہوں امامت خود کرتا ہوں اور لڑکوں کو بھی پڑھاتا ہوں۔ اسلیے

اب مولوی جمال الدین احمدی جہاں جانا چاہیں چلے جاویں ان کو آزادی ہے فقط علیہ رشید حنفی "

اس سے ظاہر ہے کہ ہماری روش کیا ہے اور دوسرے مولویوں کی کیا اور یہ کہ باوجود سخت نقصان کے ارتداد سے بچنے کی کسقدر کوشش کر رہے ہیں اور مولوی صاحبان کسطرح مقابلہ کے درپے ہیں۔

پھر دیکھیے ایک مرتد شدہ گانوں جس کا فی الحال ہم مصلحتاً نام لکھنا نہیں چاہتے۔ وہاں ہمنے اپنا مبلغ اسلیے بھیجا ہے کہ ساتھ کے گاؤں میں جو شیعہ رہتے ہیں انکو اس بات کے لیے تیار و آمادہ کرے کہ وہ مرتدین کو اپنے ساتھ ملالیں اور یہ مبلغ اس جگہ مستقل طور پر کام کر رہا ہے۔

غرضیکہ ہم نہ صرف ہر جگہ ارتداد سے بچنے کی سخت نقصان برداشت کر کے بھی ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں کہ جسطرح ہو مرتدین واپس آجائیں۔ خواہ وہ کسی فرقہ میں شامل ہوں۔

اگر علاقہ ارتداد میں کام کرنیوالے دوسرے لوگ بھی اپنا یہی مقصد قرار دے لیں اور اپنے عمل کو اس کے مطابق ثابت کریں تو خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت جلد کامیابی ہو سکتی ہے۔

نئی روشنی کے دلدادہ اور انگریزی تعلیمیافتہ مسلمان بڑے زور سے یہ بات پیش کیا کرتے تھے کہ مسلمان ایسے ہونے چاہئیں جن کا کسی فرقہ سے تعلق نہ ہو لیکن ایسے مسلمان کہیں نظر نہ آتے تھے۔ مگر اب علاقہ ارتداد میں اگر معلوم ہو کہ ملکانہ لوگ ایسے ہی ہیں جو کسی اسلامی فرقہ سے تعلق نہیں رکھتے لیکن اس حالت کا جو نتیجہ ہوا ہے وہ ظاہر ہے کہ یہی لوگ علاقہ ارتداد کے گڑھے میں گر رہے ہیں اور جبتک ان کا تعلق کسی اسلامی فرقے سے نہ ہو جائیگا ان کی حالت ایسی ہی خطرہ میں رہے گی جیسے کہ اب ہے۔ اس لیے ہم چاہتے ہیں جو جماعت بھی کام کرے، وہ ان کو اپنے ساتھ ملالے خواہ وہ کوئی جماعت ہو کہ ارتداد سے بچ سکیں۔

(خاکسار چودھری فتح محمد خان سیال ایم اے۔ امیر احمدی وفد المجاہدین دار التبلیغ احمدیہ آگرہ یکم جون ۱۹۳۲ء)

ویدک دھرم کا حسن سلوک

یہ ویدک دھرم کا ہی حصہ ہے کہ اس نے عورتوں جیسی کمزور جنس کو بھی اپنی تعلیم کا ایسا تختۂ مشق بنایا ہے کہ وہ ملم جان نثاری اور قربانی کی مجسم دیویاں بنتی ہیں اور ان کے مردان کے مقابلہ سے عاجز اور درماندہ ہیں عورت ثابت ہو کہ مرد سے فوقیت لیجا نا ثابت کرتا ہے کہ وید واقعہ میں است دویاؤں کا پستک ہے جس کا مقابلہ الہامی کتاب تو کوئی نہیں کرسکتی ہاں دوسرا کوئی جرأت کرے تو اسکا ہمیں علم نہیں۔ ستیارتھ پرکاش میں شاید سوامی دیانند جی ایک تحریر فرماتے ہیں وہ اگر مرد نہایت تکلیف دہندہ ہو تو عورت کو چاہیئے کہ اسکو چھوڑ کر وہ دوسرے مرد سے نیوگ کر اولاد پیدا کرکے اسی خاوند کی وارث اولاد کرلے "

میرے خیال میں قربانی کا ایسا نمونہ اور حسن سلوک کی ایسی مثال بظیر کوئی الہامی مذہب پیش نہیں کر سکتا۔ مگر ویدک دھرم صرف پیش ہی نہیں کرتا بلکہ عملی صورت میں اس نے ہزار ہا ہندو عورتوں کا ہندو مردوں کو ممنون منت کر دیا ہے۔

ہندو مرد کا تو یہ سلوک ہے کہ وہ نہایت تکلیف دہندہ ہے مگر مقابلہ میں ہندو عورت کا حوصلہ اور اپنے خاوند کی غمخواری دیکھیے کہ خاوند کی سختی اور بدسلوکی سے اس کو اپنی فکر کوئی نہیں غم ہے تو خاوند کا فکر ہے تو اس بات کی کہ بیا پتی اپنی بدمزاجی کی وجہ سے مجھ سے جہاں [illegible] نہیں سکتا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ لاولد مر جائے اور اس کا کوئی نام روشن نہ رکھنے والا اس کے بعد نہ ہو اور اس کی جائداد جو اس نے بڑی محنت کمائی ہے غیروں کے قبضے میں چلی جائے۔ اب تو وہ غصے میں اندھا ہو رہا ہے مگر ایسی حالت میں وہ مرے تو ملکیت اپنی محنت کی کمائی دیکھ کر اور دوسری طرف کسی وارث اولاد کو نہ دیکھ کر نہایت حسرت سے مرے گا اس لیے وہ اپنے پتی کی غمخوار اپنے خاوند کو حسرت بھری موت سے بچانے کے لیے ہمہ تن کسی نیوگی کی تلاش میں مصروف ہو جاتی ہے اور اس معاملہ میں کاہلی اور سستی کو حرام سمجھتی ہے۔ حتیٰ کہ شب و روز کی محنت اس کی ضائع نہیں جاتی وہ اپنے گوہر مقصود کو پا لیتی ہے از رہے مرداں اور مدد شیطان کے مطابق اس کی مردانہ وار کوششیں ایک نہیں دو نہیں دس نیوگی سکو میسر کرادیتی ہیں چلیے کہ وہ ویدک انوسار دس بچے پیدا کروا کے اپنے خاوند کی گود میں لا ڈالتی ہے کہ لیجیے جی آپ اپنا حق ادا کرسکیں یا نہ کرسکیں میں نے ویدک دھرم کے مطابق ہزار کوشش اور شب بیداریوں سے آپکا حق ادا کر دیا اور آپ کی جھوٹی بیہودہ اور حسرت کی موت سے آپ کو بچا لیا اور ہمیں اور بھی آپکے لیے کوشش کر کے اولاد کا ذخیرہ پیدا کر رکھتی۔ مگر وید کا یہ فرمان ہے کہ گیارھویں مرد تک نیوگ کر سکتی ہے (ستیارتھ صفحہ ۱۰۵) اور دس لڑکوں سے زیادہ پیدا کروانا یہ شہوت پرستی ہے۔ (ستیارتھ صفحہ ۱۰۵) اسلیے اب بڑھاپے میں شہوت پرستی کا الزام اپنے اوپر لینا اچھا نہیں ہاں اگر درمیان میں کچھ لڑکیاں پیدا ہو گئیں رہتیں تو دس لڑکوں کی تعداد پوری کرنے کیلیے نیوگ کرا سکتی تھی اس طرح مدد جس سے بھی کہیں زیادہ آپ کو اولاد مل جاتی اب تو آپ کی قسمت ہے جو مل گئی ملا اس نذر کا ہی دیا ایسی ہندو مرد ایکطرف اپنی بدسلوکی کو دیکھتا ہے اور دوسری طرف اپنی پاکدامن بی بی کا حسن سلوک دیکھتا ہے کہ مفت میں اس نے اسکا اولاد سے گھر بھر دیا ہے جب پردہ اس کی چشم غفلت سے ہٹ جاتا ہے تو اسکی آنکھیں نیچی کی نیچی رہ جاتی ہیں اسطرح ویدک ہندو عورت بعیر یہ ملکہ اپنے مرد کو شکست دے سکتی ہے۔

اگر کوئی کہے کہ مرد کو بھی تو وید کی یہ تعلیم ہے جو بدکلامی کرنے والی ہو تو جلدی ہی اس عورت کو چھوڑ کر دوسری عورت سے نیوگ کر کے اولاد پیدا کرلے۔ ستیارتھ صفحہ ۱۰۵ اسلیے دونوں کا فعل مساوی ہو گیا لیکن عورت کی فوقیت ثابت نہیں ہو سکتی۔ اسکا جواب یہ ہے کہ بیشک فعل تو دونوں کا مساوی ہے لیکن نتیجہ دونوں کے فعل کا مختلف ہے کیونکہ ہندو مرد تو اپنے فعل کے نتیجے کے لحاظ سے اپنے خاوند کو شکست دیتی ہے اسطرح میدان عورت کے ہاتھ میں رہتا ہے کیونکہ مرد نے اگر محنت کر کے نیوگیوں سے اولاد حاصل کی ہے تو محض اپنے لیے اپنی جائداد کیلیے جس میں سراسر یہ مرد کی خودغرضی متعلق ہے ان کی عورت کا اس میں کچھ فائدہ نہیں مگر عورت جو کچھ بھی تکلیف اٹھاتی یا وقت صرف کرتی ہے تو محض اپنے خاوند کے لیے اپنے فائدے کی تو اسنے ہستی ہی شادی اگر کچھ فائدہ ہے تو خاوند ہی کا ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ نیوگ کے ذریعہ سب فائدہ عورت اپنے بد اخلاق خاوند کو پہنچاتی اور اسکو اپنا ممنون احسان بناتی ہے مگر ایک قسم کے اعلیٰ درجہ کے حظ اور لطف کا ہر ایک نیوگی سے وہ بھی وافر حصہ لیتی ہے جسے وہ اپنے خاوند کو نہیں دے سکتی ہے اسلیے کچھ نہ کچھ خودغرضی تو ایک ہندو عورت میں بھی ہو سکتی ہے مگر یہ سوال ویدک دھرم پر غور کرنے سے پیدا ہوتا ہے کیونکہ حظ اور لطف شہوت کے ماتحت ہوتا ہے [illegible] دھرم کے مطابق عورت میں شہوت اسوقت پیدا ہوتی ہے جب وہ اپنے خاوند کے علاوہ دس اور نیوگیوں سے دس لڑکے پیدا کرالے اسلیے وید نے دس بچے پیدا کروا چکنے کے بعد عورت کو نیوگ سے منع کر دیا ہے کیونکہ ایسی حالت میں نیوگ کرانا شہوت پرستی ہے اسطرح عورت کی تمام عمر کبھی مرد کے اوپر ہی رہتی ہے کیونکہ جتنے نیوگ اس نے کروائے ہیں یہ عین جوانی اور شباب میں کروائے ہیں جبکہ وید انوسار عورت میں شہوت نہیں ہوتی اسی لیے اس کو اجازت دی گئی ہے کہ وہ ایک نہیں دو نہیں گیارہ مردوں سے نیوگ کر سکتی ہے پس ویدک دھرم کی رو سے ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ عورت خاوند کے فائدے کیلیے نیوگ کر کے خود بھی حظ اور لطف اٹھاتی ہے بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ مضبوط سے مضبوط نیوگیوں کے لیے پیارے پتی کے لیے شب و روز تکلیف اٹھاتی رہی کیونکہ وید انوسار جوانی اور شہوت جمع نہیں ہو سکتے ورنہ گیارہ مردوں سے نیوگ کرا کر وہ ضرور شہوت پرست کہلاتی اسلیے ایک آریہ دیوی پر یہ بد اخلاق خاوند کی خاطر جگہ جگہ نیوگ کروائے یہ الزام لگا کر اسنے بھی کچھ حظ اٹھایا صحیح نہیں۔ آریہ صاحبان کو مرد بننا چاہیئے اور کوشش کر کے اپنی دیویوں کے احسان سے سبکدوش ہونا چاہیئے اور ان کا بہتر سے بہتر معاوضہ تجویز کرنا چاہیئے احسان فراموشی انسانیت سے بعید ہے دیکھیں آریہ صاحبان اپنی غمخوار دیویوں کی کیسی داد رسی کرتے ہیں یا کم از کم کچھ اور معاوضہ نہیں دے سکتے تو اخبار میں ہی ان کی نیکی کا اقرار کریں کہ فلاں دیوی نے نیوگ کے ذریعہ اپنے پتی کو اتنے بچے لا دیئے اور فلاں نے اتنے ہم ان کے احسان مند ہیں اور ان کا کوئی معاوضہ تجویز کرنے سے عاجز ہیں۔ تا کہ ان دیویوں کی حوصلہ افزائی ہو اور وہ سمجھیں کہ ان کے کام کی ہندو مردوں کو پوری قدر ہے اور اسطرح تمام اقوام ان کی مردم شماری حیرت انگیز طور پر ترقی کر سکتی ہے۔

(خاکسار حافظ جمال احمد از قادیان)

مطبوعہ احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی صاحب تراب ایڈیٹر عرفانی چھپا